پاکستان مزید "غیر جانبدار" کی طرف سے بھڑکانے والے ہنگاموں کی طرف بڑھ سکتا ہے

17 جولائی کو ہونے والے پنجاب کے ضمنی انتخابات پر اثر انداز ہونے، جنرل قمر جاوید باجوہ کی مدت ملازمت میں توسیع کے لیے سازگار رائے عامہ تیار کرنے، کراچی میں ایم کیو ایم کو مضبوط کرنے، فوج کے عوامی امیج کو دوبارہ بنانے اور شدت پسندی کے لیے اعلیٰ فوجی افسران کے اجلاس میں ایک وسیع حکمت عملی طے کی گئی۔ اختلاف کرنے والے صحافیوں، سوشل میڈیا پروڈیوسرا اور اثر انداز کرنے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ حکمت عملی درست اور عمل میں لائی گئی تو یہ حکمت عملی خطرناک، تفرقہ انگیز اور پاکستان کو مزید غیر مستحکم کرنے والی ثابت ہوگی۔ اگر ملک میں گردش کرنے والی خبریں درست نکلیں تو پاکستان ممکنہ طور پر گہرے سیاسی بحران میں ڈوب سکتا ہے۔ جب کہ ملک کا مرکزی دھارے کا میڈیا بڑی حد تک سمجھوتہ کر رہا ہے یا اسے طاقتوں کے دباؤ کا سامنا ہے، ڈیجیٹل میڈیا کی ایک پھیلتی ہوئی کائنات معلومات کے اہم ذریعہ کے طور پر ابھر رہی ہے۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ کوئی کس کی پیروی کرتا ہے لیکن اس بات کے بڑھتے ہوئے ثبوت ہیں کہ آزاد بلاگرز کی رپورٹنگ کو مرکزی دھارے کے میڈیا کے ذریعہ تیار کردہ رپورٹنگ سے زیادہ قابل اعتبار سمجھا جا رہا ہے۔ اس پس منظر میں یہ رپورٹس سامنے آئی ہیں کہ جولائی کے پہلے ہفتے میں راولپنڈی میں ہونے والی میٹنگ میں ملک کے طاقتور اعلیٰ افسران کی جانب سے ایک مزید اسٹنڈر (calibrated) حکمت عملی کی منظوری دی گئی ہے۔ اگر پاکستان میں موجود ذرائع information پر یقین اور اگر نئی حکمت عملی پر عمل کیا گیا تو اسلام آباد کے تجزیہ کاروں کو خدشہ ہے کہ پاکستان سیاسی بحران میں مزید گہرا دھنس جائے گا۔ ایک غیر مستحکم جوہری ہتھیاروں سے لیس پاکستان پہلے ہی مغرب کے کئی دارالحکومتوں کو بے چین کر رہا ہے۔ ان ذرائع کے مطابق، مذکورہ اجلاس مبینہ طور پر جی ایچ کیو میں منعقد ہوا اور اس کی صدارت فوج کے اعلیٰ حکام نے کی اور دیگر کے علاوہ آئی ایس آئی کے سربراہ نے بھی شرکت کی۔ کور کمانڈر راولپنڈی جنرل اظہر عباس کے علاوہ آئی ایس آئی کے پنجاب اور اسلام آباد کے سیکٹر کمانڈرز۔ میٹنگ سے واقف ایک ذریعے نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ "میٹنگ میں کسی شہری کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔" ذرائع کے مطابق ملاقات میں ملکی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اعلیٰ انٹیلی جنس اور سیکیورٹی حکام نے سیاسی صورتحال پر تفصیلی بریفنگ دی، خاص طور پر 17 جولائی کو پنجاب اسمبلی کی 20 نشستوں پر ہونے والے ضمنی انتخابات کے حوالے سے۔ پاکستان کی گندی سیاست میں تمام کھلاڑیوں کا داؤ بہت اونچا ہے۔ اگر سابق وزیر اعظم عمران خان کی پاکستان تحریک انصاف اہم ضمنی انتخابات میں اکثریتی نشستیں جیت لیتی ہے تو یہ صوبہ پنجاب میں میاں حمزہ شریف کی فوجی حمایت یافتہ حکومت اور وزیر اعظم شہباز کی ان کے والد کی قیادت والی وفاقی حکومت کو گرا دے گی۔ شریف رائے عامہ کے تمام جائزے پی ٹی آئی کو زیادہ تر سیٹیں جیتنے کے لیے پیش کر رہے ہیں جب تک کہ بیلٹ میں دھاندلی نہ ہو۔ مسٹر خان غیر جانبدار پر الزام لگا رہے ہیں۔ اپنی حکومت کو گرانے کی مبینہ امریکی حمایت یافتہ سازش میں شامل ہونے اور شہباز شریف کی قیادت والی PDM حکومت کو نہ صرف زندہ رہنے میں مدد دینے کے ساتھ ساتھ پنجاب اسمبلی کے آئندہ ضمنی انتخابات میں حکومت کے حق میں جوڑ توڑ کرنے کے لیے Mr Y and Mr Y ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ "غیر جانبدار"، "مسٹر۔ "X اور Mr. Y" '' پاکستان کی طاقتور ملٹری اسٹیبلشمنٹ کا واضح حوالہ ہے۔ پاکستان میں ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ 17 جولائی کے ضمنی انتخابات کے نتائج کو متاثر کرنے کے لیے وسیع منصوبے بنائے گئے ہیں۔ اسلام آباد میں آئی ایس آئی کے ہیڈ کوارٹر میں فیوژن سیل بنایا گیا ہے جہاں بریگیڈیئر کے درمیان مربوط کوششوں کے لیے کوششیں کی جائیں گی۔ محمد فہیم رضا، سیکٹر کمانڈر آئی ایس آئی اسلام آباد، اور بریگیڈیئر راشد نصیر، سیکٹر کمانڈر آئی ایس آئی پنجاب، ضمنی انتخابات اور " پی ٹی آئی کو کمزور کرنا" ذرائع نے دعویٰ کیا۔ ان ذرائع نے مزید دعویٰ کیا کہ بریگیڈیئر رشید ضمنی انتخابات کے دوران مسلم لیگ (ن) کی نائب صدر مریم نواز اور وزیر اعلیٰ پنجاب حمزہ شریف سے ''سیاسی انجینئرنگ'' کے براہ راست احکامات لے رہے ہیں۔ ذرائع نے مزید کہا، "مریم نے ان سے بلاگرز اور یوٹیوبرز کو بھی ڈرانے کو کہا جو PDM بیانیہ کے خلاف ہیں۔" واضح رہے کہ مریم نواز سزا یافتہ ہیں اور ان کے کزن حمزہ شریف کو پاکستانی عدالتوں میں بدعنوانی کے بڑے الزامات کا سامنا ہے۔ ''پی ٹی آئی کو حاصل کرو'' آپریشن صرف پنجاب تک محدود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مبینہ طور پر ایم کیو ایم کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے حکمت عملی طے کر لی گئی ہے۔ ذرائع نے دعویٰ کیا کہ 'سیکٹر کمانڈر سندھ بریگیڈیئر محمد عمر کو تمام ایم کیو ایم گروپس اور پی ایس پی کے اتحاد پر کام کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے'۔ اگر یہ دعوے درست ہیں تو پھر تاریخ اپنے آپ کو 1980 کی دہائی کی طرح دہرا رہی ہے جب اس وقت کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق پر ایم کیو ایم کو سہارا دینے کا الزام تھا کہ وہ کراچی میں جماعت اسلامی کی سیاسی طاقت کو کند کر دیں۔ اس بار ہدف خان کی پی ٹی آئی دکھائی دے رہی ہے جس نے گزشتہ انتخابات میں کراچی سے اکثریتی نشستیں حاصل کیں اور امید کی جا رہی ہے کہ وہ آئندہ انتخابات میں بھی اپنی کارکردگی کو دہرائے گی۔ ماضی میں ایم کیو ایم کے خلاف متعدد کارروائیوں کے باوجود، پاکستان میں بہت سے لوگ پارٹی کو فوج کی "بی ٹیم" سمجھتے ہیں، ہمیشہ اس کی بولی لگاتے ہیں۔ شواہد ایک بار پھر ایک رجحان کے طور پر ابھر رہے ہیں کیونکہ ایم کیو ایم کے جان پہچان والے اور ٹارگٹ کلرز کو عدالتوں سے ریلیف مل رہا ہے۔ بابر غوری، سابق وفاقی وزیر اور لندن میں مقیم ایم کیو ایم کے بانی الطاف حسین کے قریبی ساتھی ہیں، اس کی تازہ ترین مثال ہے۔ غوری نے 4 جون کو اپنی سات سالہ جلاوطنی ختم کی اور امریکہ سے ان کی آمد پر کراچی ایئرپورٹ پر گرفتار کر لیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ نے غوری کی کرپشن ریفرنس، منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت کے مقدمات میں دو ہفتے کی حفاظتی ضمانت منظور کی تھی۔ کچھ ہی دنوں میں، 13 جولائی کو، کراچی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے نفرت انگیز تقریر کے مقدمے میں ان کی رہائی کا حکم دیا۔ یہ وہی کیس ہے جس میں ایم کیو ایم کے بانی الطاف حسین بھی مطلوب ہیں۔ اس سال فروری کے شروع میں، ایم کیو ایم کے معروف ٹارگٹ کلر اجمل پہاڑی، جسے 100 قتل میں مبینہ طور پر ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا، سکھر جیل سے غیر متوقع طور پر رہا کر دیا گیا تھا۔ کراچی کے لیاری محلے کا ایک اور معروف گینگسٹر عزیر بلوچ، جو کئی مہینوں سے پاکستان رینجرز کی تحویل میں ہے، کو بھی عدالتوں سے مختلف مقدمات میں ریلیف مل رہا ہے۔ اب تک وہ 19 مقدمات میں "ثبوت کی کمی" کی وجہ سے بری ہو چکے ہیں۔ گرفتاری کے وقت بلوچ کو گھناؤنے جرائم کے کم از کم 59 مقدمات کا سامنا تھا۔ اگرچہ عزیر کو متعدد مقدمات سے بری کر دیا گیا ہے، لیکن اسے جاسوسی کے الزام میں فیلڈ جنرل کورٹ مارشل نے 12 سال قید کی سزا سنائی تھی۔ سیاسی ایجنڈا طے کرنے میں فوج کے بڑھتے ہوئے جارحانہ کردار کا ثبوت اب کوئی راز نہیں رہا۔ اور جی ایچ کیو میں سیاسی ایجنڈے کے ساتھ جھڑپوں کی خبریں اب آنکھیں بند کرنے والی خبریں نہیں رہیں۔ اسلام آباد کے ذرائع نے بتایا کہ GHQ میں جولائی کے اوائل میں ہونے والی میٹنگ مبینہ طور پر ایک چارٹڈ حکمت عملی کے ساتھ ختم ہوئی جو کہ اگر درست اور نافذ کی گئی تو خطرناک، تفرقہ انگیز ہے اور پاکستان کو مزید غیر مستحکم کر دے گی۔ ذرائع نے دعویٰ کیا کہ میٹنگ کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا کہ فوج کی غیر جانبداری کو ثابت کرنے کے لیے میڈیا میں فوج کی غیر سیاسی پوزیشن کا پروپیگنڈہ کیا جائے گا۔ تاہم، پریمیئر انٹیلی جنس ایجنسی کے سیکٹر کمانڈرز جب بھی ضرورت ہو لیکن احتیاط سے سیاسی جماعتوں کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ 14 اگست کے بعد آرمی چیف کی توسیع کے حق میں بیانیہ دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں، آئی ایس پی آر کو وزارت اطلاعات کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل بابر افتخار کے 7 جولائی کو پی ٹی وی ہیڈ کوارٹرز کے دورے نے بہت سے

گیا۔لیکن ذرائع نے اصرار کیا کہ ملاقات کے عوامی ایجنڈے کو ایک طرف رکھتے ہوئے فوج اپنے سیاسی ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت بے چین ہے اور اس دورے کو اسی پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ ذرائع نے مزید کہا کہ "جنرل باجوہ نے توسیع لینے کا فیصلہ کیا ہے، اور لیفٹیننٹ جنرل ساحر شمشاد مرزا کو ریٹائرمنٹ کے بعد اگلا چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی اور جنرل اظہر عباس کو امریکہ میں پاکستان کا سفیر بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر باجوہ کی توسیع کی مبینہ خواہش حقیقت بن جاتی ہے تو یہ جنرل افتخار کی طرف سے بار بار کی تردید کو جھوٹا قرار دے گی۔ "مجھے یہ آرام کرنے دو۔ سی او اے ایس نہ تو توسیع کے خواہاں ہیں اور نہ ہی اسے قبول کریں گے۔ وہ 22 نومبر کو وقت پر ریٹائر ہو جائیں گے،" جنرل افتخار نے اس سال اپریل کے شروع میں ایک پریس کانفرنس کے دوران صحافیوں کو بتایا۔ ذرائع نے دعویٰ کیا کہ راولپنڈی اجلاس میں اختلاف رائے رکھنے والے صحافیوں اور سوشل میڈیا ایکٹوسٹ کے خلاف " کریک ڈاؤن تیز کرنے " کی منظوری دی گئی اور اس مقصد کے لیے ایف آئی اے کے ساتھ مربوط ہونے کے لیے آئی ایس آئی کی ٹیمیں تشکیل دی جائیں گی۔ ذرائع نے دعویٰ کیا کہ " آئی ایس آئی کی ٹیمیں موجودہ حکومت مخالف کارکنوں کے خلاف جسمانی تشدد کا استعمال کریں گی۔ " پاکستان میں صحافیوں پر تشدد کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان کے سینئر صحافی ایاز امیر پر نامعلوم حملہ آوروں نے حملہ کیا جب وہ یکم جولائی کو لاہور میں ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے ایک مباحثے کے پروگرام سے نکلے تھے۔ چھ نامعلوم حملہ آوروں نے عامر کی گاڑی کو روکا، ان پر حملہ کیا اور ان کے کپڑے پھاڑ دیے۔ حملہ آوروں نے اسے زبردستی اپنی گاڑی سے باہر نکالا اور اس کا فون اور پیسے چرا لیے، عامر کو دھمکیاں دیتے ہوئے اور چہرے پر زخموں کے نشانات کے ساتھ چھوڑ گئے۔ یہ حملہ اس وقت ہوا جب ایک دن بعد امیر نے اسلام آباد ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک سیمینار میں پاکستان کی ملٹری اسٹیبلشمنٹ پر تنقید کی۔ اپنی تقریر میں امیر نے فوجی جرنیلوں کو ''پراپرٹی ڈیلر'' کہا۔ ایک ہفتے بعد، فوج اور اس کی حمایت یافتہ حکومت کے ایک اور ناقد عمران ریاض خان کو پہلے سے لگائے گئے الزامات میں گرفتار کر لیا گیا۔

صحافی کو پاکستان کے دور دراز علاقوں میں مشکوک پس منظر کے حوالے سے میرے خلاف بغاوت کے کئی مقدمات کا سامنا ہے۔ اسے عدالتی مداخلت کے ذریعے رہا کر دیا گیا ہے لیکن اب بھی اسے مزید الزامات کا سامنا ہے۔ صابر شاکر جیسے دیگر صحافیوں کا بھی یہی حشر ہے۔ سمیع ابراہیم، ڈاکٹر معید پیرزادہ، اور ارشد شریف۔ رپورٹرز سانس فرنٹیئرز جیسی آزادی صحافت کی بین الاقوامی تنظیموں نے اسلام آباد کے میڈیا کے خلاف کریک ڈاؤن کی مذمت کی ہے۔ "شہباز شریف کے اپریل کے آخر میں وزارت عظمیٰ سنبھالنے کے بعد سے فوج سے متعلقہ ایجنسیوں کی طرف سے پاکستانی صحافیوں کو ڈرانے دھمکانے کے نو مقدمات درج کرنے کے بعد، رپورٹرز ودآؤٹ بارڈرز (RSF) نے فوج کے ہائی کمان کو میڈیا کو مزید ہراساں کرنے کے خلاف خبردار کیا، جس سے پاکستانی صحافیوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ جمہوریت،'' آر ایس ایف نے ایک بیان میں کہا۔ آر ایس ایف کے سربراہ، ڈینیئل باسٹرڈ نے کہا،" گزشتہ دو مہینوں میں RSF کی جانب سے ہراساں کیے جانے کے کئی مقدمات درج کیے گئے ہیں، ان میں ایک چیز مشترک ہے۔ تمام متعلقہ صحافیوں نے، کسی نہ کسی طریقے سے، پاکستانی سیاست میں فوج کے کردار پر تنقید کی ہے،" RSF کے سربراہ ڈینیل باسٹرڈ نے کہا۔ ایشیا پیسیفک ڈیسک۔ "یہ اعداد و شمار سے واضح ہے کہ مسلح افواج نے تنقیدی صحافیوں کو دھمکانے کے لیے ایک بڑی مہم شروع کی ہے۔ اس قسم کی مداخلت، جو کہ بالکل ناقابل برداشت ہے، فوری طور پر بند ہونا چاہیے ورنہ چیف آف آرمی سٹاف، جنرل قمر جاوید باجوہ پاکستان میں آزادی صحافت میں کمی کے لیے براہ راست ذمہ دار ہوں گے،'' RSF کے بیان میں مزید کہا گیا۔ پاکستان کے سوشل میڈیا کو ریگولیٹ کرنا بھی زیر بحث آیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ڈیجیٹل میڈیا پر اثر انداز کرنے والوں کے علاوہ اس میڈیا اور اس کے کارکن صارفین کو ریگولیٹ کرنے کے لیے PDM حکومت کے ذریعے نئی قانون سازی کی جائے گی۔ اس معاملے پر PDM کے ساتھ فوج کی مجاز اتھارٹی کے ذریعے بات کی جائے گی، ذرائع نے مزید کہا کہ پاکستانی میڈیا ان رپورٹس کے ساتھ گونج رہا ہے کہ عمران خان کے خلاف ایک سمیر مہم چلانے کے لیے خصوصی مواد تیار کیا جا رہا ہے۔ سابق وزیر اعظم نے رواں سال مئی میں دعویٰ کیا تھا اور بعد میں کئی بار دہرایا تھا کہ ان کے سیاسی حریف ان کے خلاف ایک داغ دار مہم چلانے کے لیے ویڈیوز سمیت مواد تیار کر رہے ہیں۔ ذرائع نے ان خبروں کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پنڈی group نے "فیصلہ کیا کہ عمران خان کے خلاف کردار کشی کی مہم زیادہ زور سے شروع کی جائے گی"، انہوں نے مزید کہا کہ وہ طاقتیں جو آئی کے مخالف عناصر کا زیادہ سے زیادہ استحصال کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔ یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ آیا یہ پی ایم ایل (این) کی قیادت والی خان مخالف مہم کے لیے مزید ادارہ جاتی حمایت حاصل کرے گی۔ ذرائع نے بتایا کہ "فوج کے غیر سیاسی ہونے" کے بیانیے کی تعمیر کی حکمت عملی سی او اے ایس جنرل باجوہ کی داغدار امیج کو بچانے کی کوششوں کا حصہ ہوگی، جنہیں ملک کے جاری سیاسی اور آئینی بحران کے لیے بہت سے پاکستانیوں کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ فوجی اسٹیبلشمنٹ میں تشویش بڑھ رہی ہے کیونکہ جنرل باجوہ غلط وجوہات کی بناء پر سرخیوں میں ہیں۔ اس سے قبل میڈیا میں یہ رپورٹس سامنے آئی تھیں کہ جنرل باجوہ قادیانی ہیں، اس الزام کی ان کے معترین نے تردید کی ہے۔ یہاں تک کہ، باجوہ کے خلاف 2019 میں پشاور ہائی کورٹ میں ان کے مبینہ مذہبی عقائد کی وجہ سے ایک درخواست دائر کی گئی تھی۔ تاہم ذرائع کا اصرار ہے کہ اگرچہ جنرل باجوہ کے بارے میں اطلاعات غلط ہو سکتی ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے سسر میجر جنرل (ر) اعجاز امجد ایک جانے پہچانے قادیانی ہیں۔ بے چین طبقہ پاکستان کے اندر اور باہر بہت سے لوگ یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ کیا چاہتی ہے؟ یہ جنوبی ایشیائی ملک کے مستقبل کا سیاسی نقشہ کیا ہو سکتا ہے، خاص طور پر اگلے وزیر اعظم کے بارے میں۔ ایسا لگتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کو اپنا نیلی آنکھوں والا لڑکا مل گیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ملک کے نوجوان وزیر خارجہ بلاول بھٹو اسٹیبلشمنٹ کے نئے سیاسی فیورٹ کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ باجوہ بلاول کو اگلا وزیر اعظم بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوششیں کریں گے کیونکہ مریم نواز شریف نادان اور شہباز شریف گروپ مخالف ہیں۔ نیویارک میں مقیم پاکستانی نژاد امریکی زین العابدین کہتے ہیں کہ "میں اس بات کی کم پرواہ کرتا ہوں کہ پاکستان میں وزیر اعظم کون بنے گا اگر یہ عمل شفاف اور جمہوری ہو،" زین العابدین کہتے ہیں کہ وہ موجودہ بحران پر اپنا غصہ نہیں چھپاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مضبوط فوج پاکستان کی زندگی کی بیمہ ہے لیکن ایک سیاسی فوج اس کی سلامتی کے لیے بھی سب سے بڑا خطرہ ہے۔ "میں واقعی امید کرتا ہوں کہ بہتر احساس غالب ہوگا اور پاکستانی جرنیل اور سویلین رہنما اپنے ذاتی، ادارہ جاتی اور پارٹی مفادات سے اوپر اٹھ کر محب وطن لوگوں کی طرح کام کریں گے۔ لانگ آئی لینڈ میں مقیم پاکستانی امریکی نے مزید کہا۔ پاکستان میں سیاسی افرا تفری کے بہت سے افراد کو اپنے کنارے پر رکھے ہوئے ہے۔ عابدین کہتے ہیں،''ہر کوئی ملک کے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہے۔ لیکن اسے یقین نہیں کہ آیا پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اور حکمران طبقہ اس بحران پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں،'' گورننس کے پورے ڈھانچے میں نا اہلی قومی سلامتی کا سب سے بڑا خطرہ بنتی جا رہی ہے۔ ایک منقسم اور کمزور پاکستان کسی کے مفاد میں نہیں لیکن یہ ہمارے دشمنوں کا خواب ضرور ہے۔ تو جب ہم اندر سے اپنے آئین کا دفاع نہیں کر سکتے تو ہم باہر سے اپنا دفاع کیسے کریں گے،'' وہ پوچھتے ہیں۔